47040 ـ والدين كے كہنے پر بيوى كو طلاق دينا

سوال

والدين كے كہنے پر بيوى كو طلاق دينے كا شرعى حكم كيا ہے ؟
والدين دليل يہ ديتے ہوں كہ وہ عورت ان كے پاس ايك ملازمہ اور خادمہ كى حيثيت سے كام كرتى تھى، اگر وہ طلاق نہ دے تو كيا يہ والدين كى نافرمانى شمار ہوگى، يہ علم ميں رہى كہ يہ بيوى اس وقت عزت و احترام كى زندگى بسر كر رہى ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

بلاشك و شبہ والدين كا حق بہت زيادہ ہے، اور سب لوگوں سے زيادہ والدين كے ساتھ حسن سلوك سے پيش آنا چاہيے، بلكہ اللہ سبحانہ و تعالى نے تو والدين كے ساتھ حسن سلوك كا حكم تو اپنى عبادت كے ساتھ ذكر كيا ہے.

فرمان بارى تعالى ہے:

اور تيرے پروردگار كا يہ حكم ہے كہ اس كے علاوہ كسى اور كى عبادت نہ كرو، اور والدين كے ساتھ حسن سلوك سے پيش آؤ الاسراء (23).

اولاد پر والدين كى ہر اس معاملہ ميں اطاعت و فرمانبردارى واجب ہے جس ميں بچوں كو نقصان اور ضرر نہ ہو بلكہ والدين كا اس ميں فائدہ و نفع پايا جائے، ليكن جس ميں والدين كا كوئى نفع نہ ہو، يا پھر جس ميں اولاد كو نقصان و ضرر ہو تو پھر اس وقت والدين كى اطاعت واجب نہيں.

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" معصيت كے علاوہ والدين كى اطاعت كرنا آدمى پر لازم ہے، چاہے والدين فاسق ہى ہوں.... يہ اس ميں ہے جب والدين كو اس سے فائدہ ہوتا ہو، اور بچے كو كوئى نقصان و ضرر نہ ہو " اھ

ديكھيں: الاختيارات (114).

طلاق كے مباح اسباب كے بغير كسى سبب كى بنا پر طلاق دينا اللہ كو ناپسند ہے، كيونكہ اس ميں خاوند و بيوى جيسى

نعمت کو ختم کرنا اور خاندان و گھر اور اولاد کو تباہی کی طرف لے جانا ہے.

اور اس میں عورت پر ظلم بھی ہو سکتا ہے، اور پھر ماضی میں عورت کا ملازمہ اور خادمہ رہنا کوئی ایسا شرعی سبب نہیں جس کی بنا پر اسے طلاق دی جا سکے، خاص کر جب وہ دینی اور اخلاقی طور پر مستقیم و صحیح ہو.

اس بنا پر اس بیوی کو والدین کے کہنے پر طلاق دینا واجب نہیں، اور نہ ہی اسے نافرمانی میں شمار کیا جائیگا، لیکن بیٹے کو چاہیے کہ بیوی کو طلاق دینے کے مطالبہ کو بیٹا احسن طریقہ سے رد کرے، اور اس میں نرم لہجہ اور طریقہ اختیار کرے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

نہ ت وانہیں اف کہو اور نہ ہی ان کی ڈانٹ ڈپٹ کرو، اور انہیں اچھی اور نرم بات کہو الاسراء (23).

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

جب والد صاحب بیٹے سے مطالبہ کریں کہ وہ بیوی کو طلاق دے دے تو اس کا حکم کیا ہوگا ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" جب والد بیٹے کی بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کرے تو اس کی دو حالتیں ہونگی:

پہلی حالت:

والد اسے طلاق دینے اور چھوڑنے کا شرعی سبب بیان کرے مثلا وہ کہے: " تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو " کیونکہ اس کے اخلاق صحیح نہیں اس میں شک ہے مثلا وہ مردوں سے تعلقات رکھتی ہے، یا پھر ایسے مقامات پر جاتی ہے جو صاف نہیں اس طرح کا کوئی سبب بیان کرے.

ت واس حالت میں بیٹا اپنے والد کی بات مانتے ہوئے بیوی کو طلاق دے گا؛ کیونکہ اس نے اپنی خواہش کی بنا پر بیٹے کو طلاق دینے کا نہیں کہا، بلکہ اس لیے طلاق دینے کا کہا ہے تا کہ بیٹے کا بستر محفوظ رہے کہ کہیں وہ اس کے بستر کو گندا کر دے تو پھر اسے طلاق دیتا پھرے.

دوسری حالت:

والد اپنے بیٹے کو کہے: اپنی بیوی کو طلاق دے دو کیونکہ بیٹا اپنی بیوی سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا والد بیٹے کی اس محبت سے غیرت میں آ گیا، اور پھر ماں تو زیادہ غیرت کرتی ہے کیونکہ بہت ساری مائیں جب دیکھتی ہیں کہ ان کا بیٹا اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے تو وہ غیرت میں آ جاتی ہیں حتی کہ بیوی کو اپنی سوکن سمجھنے لگ جاتی ہیں،

اللہ تعالی سے سلامتی و عافیت کی دعا ہے.

اس حالت میں بیٹے کے لیے والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا لازم نہیں، لیکن اسے چاہیے کہ وہ والدین کی خاطر مدارت کرے اور اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھے طلاق نہ دے اور نرم لہجہ سے والدین کو الفت کے ساتھ راضی کرے کہ وہ اسے رہنے دیں، اور خاص کر جب بیوی دین و اخلاق کی مالك ہو.

امام احمد رحمہ اللہ سے بالکل ایسے ہی مسئلہ کے متعلق دریافت کیا گیا ایك شخص ان کے پاس آیا اور عرض کی میرے والد صاحب مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا کہتے ہیں ؟

امام احمد رحمہ اللہ نے اسے کہا:

تم اسے طلاق مت دو.

وہ کہنے لگا: کیا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بیٹے سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا ؟

تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

کیا تمہارا باپ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی طرح ہے ؟

اور اگر باپ اپنے بیٹے پر یہ دلیل لے اور اسے کہے: بیٹے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو ان کے باپ عمر کے کہنے کے مطابق طلاق دینے کا حکم دیا تھا تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ:

یعنی کیا تم عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی طرح ہو ؟

لیکن یہاں بات میں نرمی اختیار کرتے ہوئے یہ کہنا چاہیے کہ: عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کوئی ایسی چیز دیکھی تھی جو طلاق کی متقاضی تھی اور مصلحت اسی میں تھی کہ وہ بیٹے کو کہیں کہ اسے طلاق دے دے.

اس مسئلہ کے متعلق بہت زیادہ سوال ہوتا ہے تو اس کا جواب یہی ہے " انتہی

دیکھیں: الفتاوی الجامعۃ للمراۃ المسلمۃ (2 / 671).

مستقل فتاوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

والدہ اپنی شخصی ضرورت کی بنا پر بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کرتی ہے یہ مطالبہ نہ تو دینی عیب کی بنا پر ہے

اور نہ ہی کسی شرعی سبب کی وجہ سے اس مطالبہ کا حکم کیا ہو گا؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

" اگر تو واقعتا ایسا ہی ہے جیسا سائل نے بیان کیا ہے کہ اس کی بیوی مستقیم ہے اور دین والی ہے اور وہ اس سے محبت بھی کرتا ہے، اور بیوی کو قیمتی سمجھتا ہے، اور اس نے اس کی والدہ کے ساتھ برا سلوک نہیں کیا، بلکہ والدہ نے اپنی شخصی ضرورت کی بنا پر اسے ناپسند کرنا شروع کر دیا ہے، اور وہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھتا ہے اور یہ نکاح ختم نہیں کرتا تو اس میں اس کے لیے والدہ کی اطاعت کرنا لازم نہیں.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح فرمان ہے:

" اطاعت و فرمانبرداری تو نیکی و معروف میں ہے "

اس بنا پر اسے اپنی والدہ کی زیارت کر کے اور اس سے نرم لہجہ میں بات چیت کر کے اور اس کے اخراجات برداشت کر کے صلہ رحمی کرنی چاہیے، جس چیز کی وہ محتاج اور ضرورتمند ہے وہ پوری کرے جس سے والدہ کا سینہ ٹھنڈا ہو اور اسے اچھا لگے لیکن وہ اپنی بیوی کو طلاق مت دے، باقی اعمال کرے "

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (20 / 29).

واللہ اعلم .